سلسلۂ اشاعت انجمن مؤید العلوم و دار التالیف مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا

اکیاون نمبر

مناظرہ معاد و تناسخ

جو مابین

جناب مولانا محمد بشیر صاحب ممتاز الافاضل وکیل اسلام

و

جناب مولانا سید محمد عارف صاحب ممتاز الافاضل وکیل آریہ

متعلمان مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

اجلاس دہم مدرسۃ الواعظین منعقدہ ۱۹۲۹ء میں بمقام امروہہ

زیر صدارت عالیجناب راجہ سید اکبر علیخان صاحب بہادر عرف پنڈراول ہوا

الواعظ پریس لکھنؤ میں طبع ہوا

مناظرۂ

معاد و تناسخ

جو مابین

جناب مولانا محمد بشیر صاحب ممتاز الافاضل وکیل اسلام

و

جناب مولانا محمد عارف صاحب ممتاز الافاضل وکیل آریہ

متعلمان مدرسۃ الواعظین

اجلاس دہم مدرسۃ الواعظین ۱۹۲۹ء میں بمقام امروہہ

زیر صدارت

عالی جناب راجہ سید اکبر علیخان صاحب بہادر آف بنڈراول

واقع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد و آل محمد کا تبلیغی اسوۂ حسنہ

مدرسۃ الواعظین کا دسواں سالانہ اجلاس

یہ ایک حقیقت ہے کہ تبلیغ اسلام کے حقیقی عامل وہی حضرات قدسی صفات تھے جنھیں خود خدائے واحد و یکتا نے اس خدمت کیلئے منتخب فرمایا تھا وہ حضرات اپنے اپنے زمانوں میں حسب مقتضیات وقت و ضرورت صحیح معنوں میں اپنے ذوات قدسیہ کو اسکا اہل ثابت کر گئے اسکی مثال انبیائے سابقین میں عدیم الوجود ہی چہ جائیکہ ہم ایسے محدود المساعی و قاصر الہمت لیکن محمد و آل محمد کا اسوۂ حسنہ انکے تمام متبعین کو بالعموم اور اُن کے نائبان عام حضرات علمائے کرام کو بالخصوص اس مہتم بالشان خدمت کے ادا کرنے کی دعوت دے رہا ہے چنانچہ اسی نظریہ کو پیش نظر رکھ کر حضرت نجم الملۃ والدین دام ظلہم نے مدرسۃ الواعظین قائم کرنیکا ارادہ فرما کر ھل من ناصر کی آواز بلند کی اور سرکار مہاراجہ محمود آباد کی عالی ہمتی نے اس مقدس آواز پر لبیک کہی مدرسہ قائم ہو گیا عمارت بھی خرید لی گئی کتبخانہ تیار ہو گیا مختلف شعبوں میں تقسیم عمل کے اصول پر

ضروریات منقسم ہوگئیں ذرائع اشاعت بہم پہونچگئے مبلغین اطراف عالم میں بھیجے جانیلگے
نو برس تک اسکے سالانہ اجلاس لکھنؤ میں منعقد ہوتے رہے دسویں سال سادات رفیع الدرجات امروہہ
کی رگ حمیت جوش میں آئی سالانہ اجلاس کو اپنے یہاں مدعو کیا ۳۰ و ۳۱ ماہ دسمبر ۲۹ء و
یکم جنوری ۳۰ء اجلاس کیلئے مقرر ہوئی سادات امروہہ کے تمام انتظامات لائق مدح تھے
اور جو تیرا یمانی و اخوت اسلامی کا مظہر اُنکا طرۂ امتیاز تھا۔ استقبالیہ کمیٹی کی ترتیب مشتمل
جماعت رضاکاران کا انتظام مستطیر مہمانوں کے قیام و طعام کا بندوبست قابل قدر و ستائش
پنڈال نہایت پرتکلف جو سلیقہ شعار منتظمین کے حسن انتظام کی خود داد دے رہا تھا حضرات
مقررین کی معرکۃ الآرا دلپذیر تقریریں اس جوش کیساتھ ہوئیں کہ وہ خوش آیند منظر بھولتا نہیں مدرسۃ الواعظین
نے علاوہ اپنے تیار کردہ واعظین مبلغین کے ایک مصنوعی مناظرہ جناب مولانا محمد تقی صاحب ممتاز الافاضل
اور جناب مولانا محمد عارف صاحب ممتاز الافاضل متعلمان مدرسہ کے درمیان بعنوان تناسخ معین کرکے
پیش کیا اول الذکر نے اسلام کی وکالت کا فرض ادا کرکے تناسخ کے ابطال اور معاد کے اثبات پر
نہایت تیز روشنی ڈالی اور آخر الذکر نے آریوں کی وکالت میں تناسخ کا اثبات کیا یہ مصنوعی مناظرہ
جو اپنی نوعیت میں بالکل جدید تھا کمال توجہ سے سنا گیا اور سامعین نے یہ محسوس کرلیا کہ مدرسہ
کس پیمانہ کے واعظ تیار کر رہا ہے۔ یہ مدرسہ کا بہترین تعلیمی مظاہرہ تھا جسکو جلسہ سے
خراج تحسین و تمغۂ امتیازی حاصل ہوا۔ لہذا ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

تقریر وکیل آریہ

حضرات! تمام اہل مذاہب کا یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ بنی نوع
انسان ہی مکلف ہو اور پرمیشور کے احکام کا تعلق اُسی نوع سے ہے
خواہ وہ احکام رشیوں اور اوتاروں کے ذریعہ سے پہونچے ہوں یا انبیاء
اور اولیا کے ذریعہ سے اور یہ بھی ہر دہرم اور مذہب نے تسلیم کر لیا ہے کہ
کرموں کی سزا یا جزا ضروری ہے جب یہ معلوم ہو چکا تو ہمارا یہ دعویٰ ہے
کہ جزا یا سزا مسئلہ تناسخ ہی کی بنا پر صحیح ہو سکتی ہے جو عقل کے مطابق
ہے اور نقل بھی اُسکی تائید کرتی ہے لہذا میں چاہتا ہوں کہ عقل و نقل
دونوں سے اس مسئلہ کو ثابت کر دوں پہلی دلیل نقلی جو اہل اسلام کے
قرآن میں موجود ہے جسکے الہامی ہونیکا دعویٰ کیا جاتا ہے پارہ اوّل
رکوع ہشتم میں یوں وارد ہے ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم
فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین تحقیق کہ تمہیں اون
لوگونکی حالت معلوم ہے جنھوں نے ہفتہ کے دنکی بابت سرکشی کی تھی
پس ہم نے انسے کہدیا کہ ذلیل و خوار بندر ہو جاؤ پس وہ بندر ہو گئے

اس آیت سے مسلہ تناسخ بالکل واضح ہے کیونکہ تناسخ کے معنی یہ
ہیں کہ جزا یا سزا کے لیئے انسان کی روح ایک جسم سے دوسرے
جسم میں ڈالدی جائے اس آیت میں خدا نے سرکش لوگوں کو بُرے
کام کرنے کی وجہ سے سزا دی اور اُنکو ذلیل و خوار بندر بنادیا آدمی
تھے گناہوں کی وجہ سے بندر بنادیئے گئے اُسیکو تناسخ کہتے ہیں مسلمانوں کا
قرآن اُسکی گواہی دیرہا ہے دوسری آیت پارہ ششم رکوع سیزدہم
وجعل منھم القردۃ والخنازیر جن لوگوں پر خدا نے عذاب نازل
کیا انمیں سے بعض کو بندر بنادیا اور بعض کو سور بنادیا اس آیت سے
بھی صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں کو خدا نے
بندر اور سور بنادیا ہے اور یہ لوگ وہ ہیں جنپر خدا کی لعنت اور
عذاب ہوا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ آریہ دہرم میں تناسخ
کے معنی یہی ہیں کہ پہلے کرموں کی وجہ سے انسان کو بندر و سور
بنادیا جائے ان دونوں آیتوں سے ہمارا مطلب بالکل صاف ہوگیا اہل اسلام
کو گنجائش انکار نہیں ہے یہ پہلی نقلی دلیل بھی ردجو رد ہو نہیں سکتی اب
میں چاہتا ہوں کہ عقل سے بھی اُسکو ثابت کردوں یہ ہر شخص جانتا ہے

که دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جو فطرۃً انتقال اور آواگون میں
نہ ہو یہ ایک قانون قدرتی ہے دنیا کی ہر چیز اس قانون کے تحت
میں ہے کوئی شے اس قانون قدرت سے باہر نہیں ہے خواہ زمین
کی چیزیں ہوں یا آسمان کی سب آواگون میں ہیں چاند کو دیکھئے ایک
ماہ کے بعد پھر وہیں سے طلوع کرتا ہے جہاں سے پہلے طلوع کر چکا
تھا اسی طرح سورج چوبیس گھنٹے کے بعد پھر وہیں سے طلوع کرتا ہے جہاں سے
نکلا تھا اسی طرح تمام ستارے حرکت کرتے کرتے پھر اسی مقام سے
طلوع کرتے ہیں جہاں سے پہلے طلوع کیا تھا کوئی ستارہ ایک سال کے
بعد وہیں نکلتا ہے جہاں سے نکلا تھا کوئی دس برس کے بعد کوئی
ہزار برس کوئی دس ہزار برس کے بعد برابر اسی آواگون میں ہیں
اور اسکو ستارہ نکلا آواگون کہا جاتا ہے اسی طرح زمین کی چیزیں
آواگون میں ہیں جس کو ملاحظہ کیجئے اس قانون سے باہر نہیں ہے
مثلاً پانی جب اسے تیز گرمی پہونچتی ہے تو ہوا ہو جاتا ہے اور جب
ہوا کو برودت پہونچتی ہے تو پانی ہو جاتی ہے جیسے آپنے دیکھا ہوگا کہ
جب گلاس میں برف رکھا جائے تو باہر کے حصہ میں کچھ قطرے پیدا

ہو جاتے ہیں یہ وہی ہوا ہے جو برودت کی وجہ سے پانی ہوگئی
اُسکو پانی کا آواگون کہتے ہیں اگر آپ نباتات میں غور فرمائیں تو یہی
یہ قانون قدرت آپکو دکھائی دیگا مثلاً ایک آم کا پھل جب اوسکو
کاٹا جاتا ہے تو اُسکی گٹھلی ظاہر ہوتی ہے اور جب یہ گٹھلی بودی جائے
تو صورت شجر میں ظاہر ہوتی ہے جب وہ درخت بڑا ہوتا ہے
اور پھل آتے ہیں تو پھر اُن پھلوں میں وہی گٹھلی نکلتی ہے اُسیطرح
جب اوسکو بو دیجیئے درخت پیدا ہوگا اور درخت میں پھل آئینگے
اور پھلوں میں وہی گٹھلی ہوگی اُسکو نباتات کا آواگون کہتے ہیں جب
میں نے ثابت کردیا کہ تمام چیزیں آواگون میں ہیں اور یہ بھی مانی
ہوئی بات ہے کہ روحیں دنیا کے اشیا میں سے ہیں لہذا روحیں
بھی اس قانون قدرت کے تحت میں ہونگی کیونکہ کوئی شے
قانون قدرت سے باہر نہیں ہوسکتی جو قانون پرمیشور نے بنادیا ہے
اُسکے خلاف کبھی نہیں ہوسکتا یہ کبھی بدل نہیں سکتا جیسا کہ
آپکا قرآن کہتا ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً خدا
کے معین کردہ قانون کو کوئی بدل نہیں سکتا لہذا روحیں ہمیشہ

ہمیشہ آواگون میں رہینگی، اسی کو تناسخ کہتے ہیں۔

وکیل اسلام کی پہلی جوابی تقریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ الطاہرین اما بعد فقد قال اللہ سبحانہ جل شانہ یومئذ یصدر الناس اشتاتاً لیروا اعمالہم فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ

ع روز قیامت کہ جس دن تمام لوگ مختلف گروہ گروہ ہوکر مقام حساب وکتاب میں کھڑے ہونگے تاکہ اپنے اعمال کو دیکھیں پس جسنے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی اُسکی جزا دیکھ لیگا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی اُسکی سزا دیکھ لیگا حضرات فاضل مخاطب نے ثبوت تناسخ میں دو دلیلیں بیان کی ہیں ایک نقلی دوسری عقلی نقلی دلیل آپنے قرآن مجید سے پیش کی ہے جسکو تناسخ سے

کوئی ربط نہیں ہے میں پہلے تناسخ کے معنی واضح کردوں تاکہ
ان آیات کا مطلب صاف ہوجائے اور پبلک اچھی طرح سمجھ لے
کہ ان آیات سے تناسخ کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتا تناسخ اور اُسکے
قریب المعنی چار لفظ ہیں جنکو تناسخ تماسخ تفاسخ تراسخ کہتے ہیں جو نسخ
و مسخ و فسخ و رسخ سے نکالے گئے ہیں فلاسفہ کی اصطلاح میں نسخ
و تناسخ کے معنی یہ ہیں کہ انسان کی روح اوس کے جسم سے
نکلکر کسی دوسرے جسم انسانی میں داخل ہوجائے اور مسخ و تماسخ
کے معنی یہ ہیں کہ انسانی روح ہیکل حیوانی میں ہوجائے اور فسخ و تفاسخ کے یہ معنی
ہیں کہ انسانی روح کسی نباتی جسم میں داخل ہوجائے اور رسخ و تراسخ
کے یہ معنی ہیں کہ انسانی روح کسی جمادی اور معدنی جسم میں داخل ہوجائے
اور آریہ دہرم میں تناسخ کے معنی یہ ہیں کہ انسان کی روح جزا یا
سزا پانیکے لیئے اسکے جسم سے نکلکر کسی دوسرے انسانی جسم
یا حیوانی جسم میں داخل ہوجائے اب ان معانی کو پیش نظر رکھتے
ہوئے آیت کے مطلب کو ملاحظہ فرمائے ارشاد ہوتا ہے ولقد
علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لهم

کونوا قردۃ خاسئین تمھیں معلوم ہے کہ جن یہودیوں نے ہفتہ
کے دن کے متعلق ہمارے حکم سے سرکشی کی تھی اُن سے ہم نے کہدیا کہ
ذلیل و خوار بندر ہو جاؤ دیکھو یہود نہایت سرکش تھے انکو خدا نے
بندر بنا دیا ان کے جسم کو انسانی شکل سے بندر کی شکل میں کر دیا جسم انکے وہی
رہے روح وہی رہی محض صورت بدل گئی مسخ کہتے ہیں یہ تناسخ نہیں ہے
تناسخ میں تو یہ لازم ہے کہ روح ایک بدن کو چھوڑ کر دوسرے مادہ
میں داخل ہو جائے لہذا اس آیت سے تناسخ کو کوئی ربط نہیں ہے
ہاں اگر ایسا ہوتا کہ یہ جسم الگ ہو جاتے اور روحیں کسی دوسرے
جسم میں داخل کر دی جاتیں اور بندر کی صورتیں بنا دی جاتیں اُس وقت
تناسخ ہو سکتا تھا جس کا آیت میں پتہ نہیں کیا کوئی آریہ اس کو ثابت
کر سکتا ہے کہ اُنکے مردہ جسم علیحدہ کر دئے گئے تھے، اور اُنکی روحیں نکالکر
دوسرے جسموں میں داخل کر دی گئی تھیں ہرگز نہیں ہو سکتا
دنیا میں کوئی اس کو ثابت نہیں کر سکتا لہذا اس آیت سے تناسخ
ثابت نہیں ہو سکتا اسی طرح دوسری آیت میں ہے وجعل منھم
القردۃ والخنازیر ہم نے اُنمیں سے بعض کو بندر اور بعض کو سور بنا دیا

اس آیت میں بھی تناسخ نہیں ہے انسانی جسم کو شکل حیوانی میں
کردیا گیا محض صورت بدل گئی مان وہی رہا روح وہی رہی فقط صورت
بدل دی گئی اُسکو تناسخ نہیں کہتے اسکا نام مسخ ہے اُسکو تناسخ کہتے ہیں صورت
اور اُسکی حالت بدل جانا اگر تناسخ ہو تو انسان اپنی عمر میں نہ معلوم
کتنی مرتبہ تناسخ میں آجائے کیونکہ بچپن میں جسم کی حالت اور ہوتی ہے
اور جوانی میں اور ہوتی ہے اور پیری میں کچھ اور ہوتی ہے کیا ایک
کمسن بچہ کا جسم بڑھاپے کے جسم کی صورت میں ہوتا ہے ہرگز نہیں بچپن
میں جسم اور حالت میں تھا اور پیری میں اور حالت میں تو کیا ایک شخص
انسان اپنی عمر میں جسم بدلا کرتا ہے حالانکہ کوئی آریہ اسکا قائل نہیں ہے
اسکے بعد ... دوسری دلیل عقلی بیان کرتے ہیں اور قانون قدرت
کو ثبوت میں پیش کرتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ دلیل میں نظر کرنے سے
پہلے قانون قدرت کو واضح کردوں تاکہ محترم حاضرین پر اچھی طرح واضح
ہو جائے کہ اس قانون قدرت کو اُنکے دعوے سے کوئی لگاؤ نہیں ہے
کیونکہ ہر نوع کا قانون قدرت الگ ہے ہر عنصر کا قانون فطری علحدہ
ہے کیا پانی میں وہ خاصیات پائے جاتے ہیں جو آگ میں پائے جاتے ہیں

کیا ہوا کے صفات مٹی میں ہو سکتے ہیں پانی کی خاصیت اور ہے
مٹی کی کچھ اور ہے آگ اور ہوا کے صفات میں کوئی ربط نہیں کیا مٹی
کسی جسم کو جلا سکتی ہے ہرگز نہیں یہ خدمت آگ کے سپرد ہے کیونکہ قانون
قدرت کے معنی یہ ہیں کہ خدائے قادر و توانا نے ہر نوع کے لیئے
اور ہر عنصر کے لیئے کچھ حدود معین کر دیے ہیں کہ وہ اُس سے کبھی
تجاوز نہیں کر سکتے مثلاً مٹی کے لیئے یہ قوت بخشی ہے کہ وہ اپنے
آغوش میں دانہ کو پالے اور اُسکو شجر کی صورت میں بنا کر پیش کرے
یہ قانون قدرت آگ کے لیے نہیں ہے آگ کبھی اس خدمت کو نہیں
انجام دے سکتی یونہی ہر ایک نوع کے لیئے کچھ حدیں قدرت نے مقرر
کر دیں ہیں کہ دوسری میں وہ نہیں پائی جا سکتیں جمادات کے لیے
یہ حد معین کی کہ وہ محض جسم بے نمو ہے اُسمیں نمو نہیں آ سکتا نباتات میں
علاوہ جسم کے نمو بھی دیا لیکن تحرک بالارادہ روح حیوانی کو اس سے
علیحدہ رکھا جب جانے کوئی درخت اپنی اصلی جگہ سے ہٹ کر بقصد
و ارادہ دوسرے مقام پر چلا جائے حیوانات کو علاوہ جسم و نمو کے
ایک قوت تحرک بالارادہ بھی عطا فرمائی اس جسم میں روح حیوانی بھی

ودلیعت فرمائی لیکن ایک جوہر لطیف کو جس کا نام ہے عقل اس سے
علیحدہ رکھا انسانات میں علاوہ جسم و نمو و تحرک بالارادہ کے ایک صفت
ادراک بھی عنایت فرمائی اور اسکو کمال عقل سے مزیّن فرماکر اشرف
المخلوقات کا خطاب بخشا قانون قدرت نے ہر ایک نوع کے لئے حدود
معیّن کر دیئے یہ قانون قدرت کی حدبندیاں ہیں کوئی نوع اپنے حدود
سے بڑھ نہیں سکتی اپنے حدود سے تجاوز نہیں کر سکتی لہذا جو صفات
کسی انسان میں ہیں وہ حیوان میں نہیں پائے جاسکتے اور جو حیوان میں
ہیں وہ کسی درخت میں نہیں ہو سکتے اور جو صفات درخت میں ہیں وہ
کسی پتھر میں نہیں ہو سکتے اگر کوئی شخص انسانی صفات پتھروں میں
تلاش کرنا چاہے تو نہایت بےعقلی ہے یا روح میں وہ خاصیات
ڈھونڈنا چاہے جو درخت میں پائے جاتے ہیں تو یہ عین حماقت ہے
پس معلوم ہوا کہ ہر نوع کے خواص علیحدہ ہیں ہر عنصر کے لیئے قانون
قدرت الگ ہے ہر ایک نوع کیلئے جو قانون قدرت نے بنادیا ہے وہ دوسری نوع
میں نہیں پایا جاسکتا ایک لطیف مجرد کو عنصر خاکی کثیف سے کیا علاقہ روح اور شئی ہے
ہمارا مخاطب ان مادیات کے تغیر سے روح پر دلیل نہیں لاسکتا

اور نہ اسمیں تغیر ہو سکتا ہے اور نہ اُسکو کوئی بدل سکتا اسی کو حق سبحانہ
و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا
خدا کے معین کردہ قانون کو کوئی بدل نہیں سکتا لہذا جو قانون
قدرت نے مادیات کے لیے بنا دیا ہے وہ دوسری نوع میں نہیں پایا جا سکتا
روح میں اُسکو تلاش نہ کیجئے ایک لطیفہ مجرد کو عنصر خاکی کثیف
سے کیا تعلق یہ تغیرات مادی روح میں نہیں ہو سکتے لہذا ہمارے احباب
ان مادیات کے تغیر سے روح پر دلیل نہیں لا سکتے روح کا قیاس مادہ
پر کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہو لہذا یہ عقلی دلیل قانون قدرت سے پیش
کرنا تناسخ کے لیے مفید نہیں ہے اُسکو تناسخ سے کوئی علاقہ نہیں ہے

وکیل آریہ

حضرات .... مولانا فرماتے ہیں کہ ہر نوع کا قانون قدرت علیحدہ
ہے اور ہر عنصر کا قانون الگ ہے پانی میں مٹی کے خاصیات نہیں
آسکتے آگ کے صفات اور ہیں مٹی کے اور ہیں وغیرہ وغیرہ مولانا نے
میری تقریر پر کچھ غور نہیں فرمایا میں نے یہ عرض نہیں کیا تھا کہ خاصیات

ایک ہیں اور نہ عنصریات کے صفات یکساں ثابت تھے بلکہ میں نے
یہ عرض کیا تھا کہ سب عنصریات وغیرہ قانون قدرت کے تحت میں
آواگون کر رہے ہیں دنیا کی تمام چیزیں فطرتاً آواگون میں ہیں اسکا
مطلب یہ نہیں ہو کہ خاصیات ایک ہیں مثلاً کہا جائے کہ تمام حیوانات
طلب غذا ہوتی ہے اور یہ فطرتی قانون ہے تمام حیوانات اسی قانون کے
ماتحت ہیں تو کیا اسکے معنی یہ ہونگے کہ انسان کی خاصیت گھوڑے گدھے
کی خاصیت آجائے ہرگز نہیں لہذا سب کے سب قانون قدرت کے تحت
میں آواگون کر رہے ہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس قانون قدرت
کی وجہ سے سب کے سب یکساں ہو جائیں اسکے بعد مولانا فرماتے ہیں کہ مجردات کا
مادیات پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے لیکن یہ کہدینا کافی نہیں ہوتا جب
تک کہ قیاس کے کسی مقدمہ کو رد نہ کیا جائے حالانکہ مولانا نے قیاس
کے کسی مقدمہ کو چھوا تک نہیں میری دلیل بتمامہ اپنے مقام پر باقی ہے
لہذا میرا دعویٰ ثابت ہے قیاس کی شکل اول بدیہی الانتاج ہوتی ہے
لہذا میں اس مطلب کو منطق کی شکل اول کے بھیس میں عرض کرتا ہوں
تاکہ آپ کو کسی قسم کی الجھن نہ پیدا ہو غور فرمائیے الروح شیئ من

الاشیاء روح دنیا کی چیزوں میں سے ایک چیز ہے اسکا کسی کو انکار
نہیں ہو سکتا وکل شئ من الاشیاء فی الانتقال والتدویر اور
دنیا کی ہر شئے انتقال و دوران میں ہے نتیجہ یہ نکلا فالروح فی الانتقال
والتدویر یعنی روح بھی انتقال و دوران میں ہے اب معلوم ہو گیا کہ مسئلہ
تناسخ حق ہے اسمیں کسی طرح کا شک وشبہ نہیں ہو سکتا اب دل چاہتا ہے
کہ حدیث بھی پڑھدوں اہل اسلام کا رسول ارشاد فرماتا ہے ماخلقتم
للفناء بل خلقتم للبقاء تنقلون من دار الی دار تم لوگ فنا
ہونیکے لیے نہیں پیدا کیے گئے ہو ایک دار سے دوسرے دار کیطرف منتقل
ہوتے رہو گے یعنی فنا کبھی نہوگی برابر گردش میں رہو گے ایک دار سے
دوسرے دار کیطرف منتقل ہوتے رہو گے جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے
کہ ایک جسم سے دوسرے جسم کیطرف بدلتے رہو گے نقل وانتقال ہوتا
رہے گا اسکے بعد مولانا دلیل نقلی کا جواب دیتے ہیں کہ آیت میں مسخ
ہے نسخ نہیں ہے یعنی انسان کی صورت بدل گئی جسم ایک رہا اولا تو یہ
عقلا کے نزدیک قابل تسلیم نہیں کیونکہ بندر کا جسم انسان سے چھوٹا ہوتا
ہے دوسرے خود قرآن ہی سے ثابت ہے کہ ایک جسم بدل کر دوسرا

جسم دیا جاتا ہے جو پہلے جسم کا غیر ہوتا ہے خود قرآن
مجید میں موجود ہے پارہ پنجم رکوع پنجم کلما نضجت جلودھم بدلنا
ھم جلوداً غیرھا یعنی جب ایک چمڑا گل سڑ جاتا ہے تو ہم دوسرا
بدل دیتے ہیں جو پہلے کا غیر ہوتا ہے معلوم ہو کہ جسم بدل دیے جاتے ہیں اور
روح کا ایک جسم سے نکالکر دوسرے میں داخل کر دینا جسم کا بدل دینا یہی
تناسخ ہے دوسری آیت پارہ ہفتم رکوع نہم ومامن دابۃ فی الارض
ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم زمین پر جو چلنے والے جانور
ہیں اور جو ہوا پر اڑنے والے طائر ہیں یہ تمہاری مثل امتیں تھیں یعنی یہ سب
کے سب مثل تمہارے تھے گناہوں کی وجہ سے اور بد اعمالیوں کی وجہ سے یہ چرند
و پرند بنا دیے گئے اب تو بالکل صاف ہو گیا کہ روحیں ایک جسم سے نکالکر
دوسرے جسموں میں ڈالدی گئیں اسکے بعد مولانا فرماتے ہیں کہ روح وہی ہے
صورت بدل دی گئی ہے اگر تناسخ کہیں تو ایک ہی انسان میں کتنے تناسخ
ہو جائیں بچپن سے بڑھاپے تک صورتیں بدلتی رہتی ہیں آپنے غور نہیں
کیا یہ تو آپکے فرمانے پر لازم آتا ہے کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ روح ایک
ہی رہی جسم وہی رہا صورت بدل گئی سزا کی وجہ سے بندر بنا دیے گئے صورت

بدل دی گئی اُسکو مسخ لکھتے ہیں تو آپکی تقریر کی بنا پر لازم آتا ہے کہ انسان
اپنی عمر میں نہ معلوم کتنی مرتبہ مسخ ہوجاتا ہے کیونکہ صورت بدلتی رہتی
ہے جسم وہی رہتا ہے روح وہی رہتی ہے جیسا کہ آپنے فرمایا ہے کہ بچپن
سے لیکر بڑہاپے تک انسان کی صورت بدلتی رہتی ہے لہذا آپکے نزدیک انسان بڑہاپے

دلیل اسلام

حضرات فاضل نے پھر وہی آموختہ دوہرادیا اور ایک عجیب منطقی
دلیل پیش کردی آپنے خودساختہ ایک شکل اول بیان کی ہے جسمیں
دعوی ہی دعوی ہے دلیل ندارد ہے آپ فرماتے ہیں الروح شئ من الاشیاء
وکل شئ فی الانتقال والتدویر فالروح فی الانتقال والتدویر
جسکا مطلب یہ ہے کہ روح دنیا کے اشیا میں سے ایک شے ہے یقیناً بالکل
صحیح ہے ایک شئے ہے اور دنیا میں جس قدر اشیاء ہیں وہ سب انتقال و دوران
میں ہیں یہ بالکل غلط ہے اُسپر کوئی دلیل نہیں یہ تو وہی پہلا دعوی ہے
کہ دنیا کی ہر شئے دوران میں ہے لیکن دلیل اُسپر اب تک کوئی نہیں ہاں
ایک قانون قدرت پیش کیا تھا جس سے تناسخ کو کوئی لگاؤ نہیں میں

تفصیلاً جسکو عرض کر چکا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ مان کا قیاس روح پر صحیح نہیں ہی ہر نوع کا قانون قدرت الگ ہے پانی میں آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے نہ ڈھونڈیئے پتھروں میں انسانی صفات نہ تلاش کیجیئے روح ایک مجرد عن المادہ شئے ہے اسمیں مان کے آثار کہاں اسمیں بڑھنا و گھٹنا و کہاں اسمیں تغیر کہاں یہ سب بدن کے خصوصیات ہیں انکو روح سے کوئی تعلق نہیں ہے آپنے چند چیزیں پیش کی ہیں فرماتے ہیں آفتاب اپنے مقام سے حرکت کرتا ہے اور پھر وہیں پلٹ کر آجاتا ہے اور پانی گرم ہوا کی وجہ سے بخارات بنکر اوڑتا ہے اور کرۂ زمہریر تک پہونچکر پانی ہو جاتا ہے یہ تا کہ قدرت کے بنائے ہوئے سب قانون ہیں مگر انکو تناسخ سے کیا ربط ہے تناسخ کے معنی تو یہ ہیں کہ روح سزا یا جزا کے لیئے اپنے اوّل جسم سے نکلکر کسی دوسرے جسم میں داخل ہو جائے چاہے وہ انسانی جسم ہو یا حیوانی یہاں اس مطلب سے کوئی لگاؤ نہیں ہے اسکے علاوہ پانی کا قانون الگ ہے آفتاب کا الگ ہے ہوا کا علحدہ ہے مٹی کا اور ہے ہر ایک عنصر کا قانون علحدہ ہے ہر نوع کا قانون قدرت جدا ہے مٹی کے لیئے یہ قانون قدرت ہے کہ اگر ایک دانہ اسکی نذر کیجیئے تو وہ اسکو اپنی آغوش میں پالے گی اور آپکی

خدمت میں متعدد بالیاں پیش کردی گی جسمیں ہزاروں دانہ ہوں گے
یہ ایک قانون قدرت ہے جو مٹی سے متعلق ہے ذرا اس قانون کو آگ میں
دکھا دیجئے آگ میں دانہ ڈالکر دیکھیے کہ اگتا ہے یا نہیں لاحول ولا قوۃ
الا باللہ یہ مٹی کے حدود ہیں بس انہی حدود تک رہ سکتی ہے آگ کے حدود
اور ہیں جو جسکے لیے حد معین کردی ہے اس سے کوئی کبھی تجاوز نہیں کرسکتی
جب آگ میں مٹی کا قانون نہیں پایا گیا درصورتیکہ دونو عنصر ہیں تو پھر روح
میں کیونکر ان مادیات کے قانون کا وجود ہو سکتا ہے جب ایک مادہ کا
قیاس دوسرے مادہ ہی پر نہیں ہو سکتا تو پھر مادی کا قیاس مجرد عن المادہ
پر کیونکر ہو سکتا ہے یہ سب کچھ عرض کرچکا مگر آپ کو ضد ہے کہ قانون قدرت
مان لیا جائے اگرچہ یہ قاعدہ غلط ہے مگر آپکی ضد پوری کیجاتی ہے قانون
قدرت کو آپ ہی کے قول کے مطابق تسلیم کرلیا جاتا ہے قانون قدرت
یہی ہے ناکہ ہر شئے جگہ میں ہے جو شئے جس مقام سے جاتی ہے پھر وہیں
پلٹ کر آجاتی ہے جسکی مثال میں آپنے سورج پیش کیا ہے کہ وہ اپنے مقام سے
دورہ کرتا ہوا چوبیس گھنٹہ کے بعد پھر وہیں پہونچ جاتا ہے جہاں سے چلا تھا
اگرچہ یہ بات بھی آپکی صحیح نہیں ہے بلکہ اسکے برج بدلتے رہتے ہیں ایک

ہی برج میں ہمیشہ نہیں رہتا اگر آپنے علم ہیئت کی کتابوں کی ورق
گردانی کی ہوتی تو گردش فلک کے آواگون سے محفوظ رہتے علم ہیئت
کا یہ طے شدہ مسئلہ ہے اور دنیا جانتی ہے کہ آفتاب ایک سال کے بعد اُس
برج میں آتا ہے جس سے اُسنے اپنے سفر کی ابتدا کی ہے جسکا نام برج حمل ہے
اُسی روز کو نوروز کہتے ہیں بہر حال قانون قدرت آپنے یہی بیان کیا ہے
کہ پھر اُسی مقام پر پلٹے جہاں سے چلا تھا دوسری مثال اپنے پانی کی بیان
کی ہے کہ پانی ہوا ہوکر پھر پانی ہوجاتا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ جو شئے جہاں سے
چلتی ہے پھر وہیں پلٹ کر آجاتی ہے جب یہی قانون قدرت ہے کہ جو شئے جہاں سے
چلتی ہے پھر وہیں پلٹ کر آجاتی ہے اور روح بھی قانون قدرت سے باہر
نہیں تو چاہیئے کہ روح بھی جس جسم سے نکلے پھر اُسی جسم میں پلٹ کر آئے
جس پیکر سے جدا کی جائے پھر اُسی پیکر میں داخل کی جائے حالانکہ یہ آریہ
دھرم کے خلاف ہے کیونکہ آریہ دھرم میں ہے کہ پر کرتی غیر متناہی ہے یعنی
مادہ غیر محدود ہے اور روحیں محدود ہیں اور روح جس جسم سے نکلتی ہے
پھر اُسمیں کبھی نہیں آتی ہمیشہ نئے مادہ میں داخل ہوتی ہے لہذا یہ قانون
قدرت آپکے مذہب کے بالکل خلاف ہے تناسخ کے بالکل مخالف ہے آپکے

دعوی کی دلیل نہیں ہوسکتی بلکہ یہ ہمارے مذہب کی دلیل ہی اس سے
ہمارا مذہب ثابت ہوتا ہے کیونکہ اسلام کا عقیدہ ہے کہ روح جس جسم
سے نکلتی ہے وہ پھر پلٹ کر اسی جسم میں داخل کیجائے گی اسی کو ہم معاد و قیامت
کہتے ہیں لہٰذا یہ قانون قدرت اسلام کی حقیت کی دلیل ہے اس سے
قیامت ثابت ہوتی ہے نہ کہ تناسخ اب آپکے دعوی میں کچھ دم نہیں
رہا جو آپنے اسکی قوت کے لئے پیش کیا تھا وہ ہمارا مؤید ہوگیا آپکا مخالف
ہوگیا اب تو کہئے کہ معاد حق ہی تناسخ باطل ہے، اسکے بعد آپنے ایک حدیث
بھی اپنے مطلب میں پیش کی ہے ما خلقتم للفناء بل خلقتم
للبقاء تنقلون من دار الی دار اسکا مطلب آپ بیان فرماتے ہیں
کہ ہم ہمیشگی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور ایک جنم سے دوسرے جنم میں
بدلتے رہینگے محترم مجمع ذرا حدیث پر غور کرے اور ہمارے مخاطب کے
ترجمہ پر نظر کرے رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم
لوگ فنا کے لئے نہیں پیدا کئے گئے بلکہ بقا کے لئے پیدا کیے گئے
ہو ایک دار سے دوسرے دار کی طرف منتقل ہو گے آپنے دار کے
معنی جنم بیان کئے ہیں حالانکہ لغات عرب میں کہیں اسکا پتہ نہیں

ہے دار کے معنی کہیں بھی ختم نہیں، میں دار کے معنی گھر ہیں ہمارے
رسول عربی نے دو گھر بتلائے ہیں ایک دار دنیا جو فانی ہے دوسرا دار آخرت
جو باقی ہے اسی کو ارشاد فرماتے ہیں کہ تم یہ نہ سمجھو کہ بس اس دار فانی میں
رہکر فنا ہو جاؤگے اور کچھ تم سے باز پرس نہ ہوگی ایسا نہیں ہو بلکہ تمھاری خلقت
بقا کے لیئے ہوئی ہے تم دار بقا کے لیئے پیدا کیئے گئے ہو یہ دار فنا تو دار امتحان
ہے اس امتحان گاہ میں رہکر کچھ دار بقا کے لیئے زاد راہ مہیا کرلو یہ نہ سمجھنا کہ
مرنے کے بعد کچھ نہ ہوگا تم مرنے کے لیئے نہیں پیدا کیئے گئے فنا کے لیئے تمھاری
پیدائش نہیں ہوئی ہے بلکہ بقا کے لیئے تمھاری نیوڈالی گئی ہے تمھیں اعمال
کی جزا یا سزا دیجائیگی اور ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف جانا پڑے گا دار دنیا
سے دار آخرت کی طرف بلائے جاؤگے وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہوگے اگر اعمال
حسنہ بجالائے ہوگے تو تمھارے لیئے جنات عدن ہیں جنکے تحت میں خوشگوار
نہریں جاری ہیں خالدین فیھا ابدا اسمیں ہمیشہ ہمیشہ رہوگے اور اگر اعمال
بد سے دامن داغدار ہے تو جہنم کے بھڑکتے ہوے شعلوں کی نذر ہوجاؤگے
خالدین فیھا ابدا اُسمیں ہمیشہ ہمیشہ جلا کروگے یہ حدیث مبارک کا مطلب
ہے اس سے قیامت ثابت ہوتی ہے اور تناسخ کی پوری پوری رد ہوتی ہے

جسکو آپنے اپنے دعوی میں پیش کیا تھا ہمارے ہی مدعی کو ثابت کرہی ہے قیامت ومعاد کی ایک واضح دلیل ہو اسکے بعد آپنے ایک آیت اور پیش کی ہے بلکہ دو آیتیں پیش کی ہیں ہمنے جو عرض کیا تھا کہ آیہ کونوا قردۃ خاسئین میں مسخ ہے تناسخ نہیں ہو کیونکہ جسم وہی تھے روح وہی تھی فقط صورت بدل دی گئی تھی بندر بنا دیے گئے تھے اُسکو مسخ کہتے ہیں تناسخ نہیں کہتے اسکے جواب میں آپ فرماتے ہیں کہ دوسری آیت میں ہو کہ جسم بدسے جائینگے اسکا مطلب یہ ہو کہ اس آیت میں تناسخ نہیں ہے یہ تسلیم ہے الحمد للہ اتنا تسلیم کیا اب دو آیتیں اور پیش کی ہیں پہلی آیت وکلما نضجت جلودہم بدلنا ہم جلودا غیرہا اس آیت کا اول وآخر چھوڑ کر بیچ میں ایک فقرہ آپنے پڑھ دیا ہے حالانکہ پوری آیت یوں ہے اِنَّ الَّذین کفروا بایاتنا سوف نصلیہم نارا کلما نضجت جلودہم بدلنا ہم جلودا غیرہا لیذوقوا العذاب ان اللہ کان عزیزا حکیما اس آیت کو آپ اپنے مطلب میں بیان کرتے ہیں حالانکہ آیت کھلے لفظوں میں تناسخ کو باطل کر رہی ہے آیت میں عذاب جہنم کا ذکر ہے اور فرمایا ہے کہ منکرین آیات خدا پر یہ عذاب ہوگا کہ وہ جہنم میں جلائے جائینگے اور جب ایک جلد

اون کے بدن کی جل جائیگی تو دوسری نئی جلد پیدا کر دی جائیگی تاکہ وہ یونہی
عذاب جہنم میں جلا کریں اور عذاب الٰہی کا مزہ چکھیں اس آیت میں اوّل
تو جہنم کا ذکر ہے کہ جہنم میں ایسا ہوگا جسکے تسلیم کرنے کے بعد تناسخ کے کوئی معنی
ہی نہیں تناسخ تو دنیا ہی میں ہوتا ہے جیسا کہ آریہ دہرم میں ہے اور جہنم قیامت
میں ہوگا آیت کے سرے ہی سے تناسخ کی نیو گر گئی بھلا اسکو تناسخ سے کیا ربط
جو تناسخ کے باطل کرنیکا بیڑا اُٹھا کر اُترا ہے جو قیامت کے ثابت کرنے
کے لئے کمر بستہ ہو کر نازل ہوا ہے لیکن ہمارے مخاطب کو دوست دشمن
کی پہچان نہیں بس اتنے سے لفظ سے کہ آیت میں بدلناھم جلودًا
غیرھا ہے آیت کو پیش کر دیا آپ تبدیلی جلد کو تناسخ سمجھے حالانکہ تناسخ
کے معنی یہ نہیں ہیں کہ جلد بدلدی جائے اگر کسی کا ہاتھ جل جائے اور پھر
نئی جلد اُسپر پیدا ہو جائے تو کیا اُسکو ہاتھ کا تناسخ کہا جائے گا ہرگز نہیں
محض کھال کے بدلنے سے تناسخ نہیں ہوتا اُسمیں ضرورت ہے کہ روح ایک
جسم کو چھوڑ کر دوسرے جسم میں داخل ہو جائے اور جہنم میں ایسا ہی نہیں
کیونکہ وہ کفار بعینہٖ رہینگے اونکی جلدیں جلنے کے بعد بدلتی رہینگی اسکو تناسخ نہیں
کہتے ہیں ہمارا مخاطب اپنے دعوے کو بھول جاتا ہے اور یہ آیت پڑھ دیتا ہے جسمیں

کچھ نہیں بن پڑتی آپنے ایک آیت پیش کی ہے وما من دابۃ
فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم اس آیت میں
بھی آپنے آخری حصہ چھوڑ دیا ہے جو آپکے مطلب کے خلاف تھا جو بظاہر
مطلب کے موافق ملا اُسکو تو لے لیا اور جو مخالف نظر آیا اُسکو چھوڑ دیا حالانکہ
جس کو وہ موافق سمجھتے ہیں وہ بھی اُنکے بالکل مخالف ہے آیت کا آخری
حصہ ہے ما فرطنا فی الکتاب من شیٔ ثم الی ربہم یحشرون آیت کا مطلب
آپ بیان کرتے ہیں کہ یہ چرند و پرند مثل تمہارے اُمتیں تھیں یہ نہ معلوم لفظ
لفظ تھیں کہاں سے نکالا اسمیں تو کہیں بھی ماضی کا ذکر نہیں ہے کوئی صیغہ
اس آیت میں ماضی کا نہیں ہے جو اُسکے ترجمہ میں لفظ تھیں ارشاد فرمایا۔
بلکہ اسکا ترجمہ یوں ہے کہ یہ چرند و پرند مثل تمہاری اُمتیں ہیں آیت کا مطلب
یہ ہے کہ جس قدر چوپائے زمین پر چلتے ہیں اور جتنے طائر جو سما میں اڑتے
ہیں یہ سب تمہاری مثل امتیں ہیں امت کے معنی ہیں گروہے از انسان و
گروہے از حیوان وغیرہ جیسا کہ تمام لغات میں موجود ہے آیت کا مطلب
یہ ہے کہ جس طرح تم گروہ گروہ ہو اسی طرح یہ جانور بھی گروہ گروہ نوع نوع
صنف صنف ہیں جسطرح تم تسبیح کرتے ہو اُسی طرح یہ بھی اپنی اپنی زبان میں

پالنے والے کو یاد کرتے ہیں ان من شی الا یسبح بحمدہ دنیا میں کوئی
شئے ایسی نہیں ہے جو اپنے رب کی حمد وثنا نہ کرتی ہو ما فرطنا فی
الکتاب من شیٔ ثم الیٰ ربہم یحشرون - اور ہم نے کتاب میں کچھ چھوڑا
نہیں ہے سب کچھ لکھدیا ہے اور اسکے بعد سب کا حشر خدا کی طرف ہو گا
اب ذرا غور کیجئے کہ اس آیت سے کیا چیز ثابت ہوتی ہے تناسخ ثابت ہوتا
ہے یا حشر آیت میں کھلے ہوئے الفاظ میں ہے ثم الیٰ ربہم یحشرون
اور آیت میں اسکا کہیں پتہ نہیں کہ انسان کی روح جزا یا سزا کے لیئے
اُسکے جسم سے نکالکر چرند و پرند کے جسم میں ڈالدی گئی ہے لہذا اس سے
تناسخ قیامت تک ثابت نہیں ہو سکتا، آخر میں آپنے یہ کہا ہے کہ جب
جسم اُن لوگوں کے وہی رہے اور صورتیں بدلدی گئیں بندر کی شکل
میں کردیے گئے صورت بدلنے سے مسخ لازم آیا تناسخ نہیں تو انسان اپنی
عمر میں نہ معلوم کتنی مرتبہ مسخ ہوتا ہے بچپن سے بڑھاپے تک مسخ ہی ہوتا
رہتا ہے کیونکہ اہل اسلام صورت بدلنے ہی کو مسخ کہتے ہیں حضرات یہ آپکی
خود تراشیدہ بات تو تناسخ ہی پر لازم آتی ہے کیونکہ آپ ہی نے کونوا
قردۃ خاسئین میں کہا ہے کہ تناسخ ہے اور اپنے دعوی کے ثبوت

میں اس آیت کو پیش کیا ہے حالانکہ آیت میں یہ کہیں نہیں ہے کہ روحیں
ایک جسم سے دوسرے جسم میں ڈالی گئی ہوں بلکہ صورت بدلی گئی ہے
آپ صورت بدلنے کو تناسخ کہتے ہیں تو انسان کو عمر بھر میں کتنے تناسخ
ہو جائینگے کیونکہ بچپن سے بڑھاپے تک صورت میں تغیر ہوتا رہتا ہے
اور ہمارے مذہب کی بنا پر یہ اعتراض وارد نہیں ہو سکتا ذرا غور کیجیے
کہ انسان کا بچپن سے شباب کی طرف اور شباب سے پیری کی طرف متغیر
ہونا اسکو نمو ذبول و تخلخل و تکاثف کہتے ہیں لہذا بچپن سے شباب
تک جو تغیر ہوتا ہے وہ نمو کہلاتا ہے اور مسخ میں ضروری ہے کہ
انسانی جسم صورت حیوانی میں ہو جائے اور یہاں ایسا نہیں ہے بلکہ ہم
محض صورت بدلنے کو مسخ نہیں کہتے جو آپ کا اعتراض لازم آئے بلکہ
سزا کی وجہ سے جو انسان بندر یا خنزیر بنا دیا جائے اسکو مسخ کہتے ہیں
اور بچپن سے شباب اور شباب سے پیری تک جو صورت میں تغیر ہوتا ہے
وہ سزا کی وجہ سے نہیں ہوتا کہ ہمپر اعتراض وارد ہو لہذا اسلام اس سے
بری ہے اسکے قاعدے خدائی قاعدے ہیں دنیا کی قوتیں ملکر اسکو جھٹلا
نہیں سکتیں یہ حکیم و قادر و عزیز کے بنائے ہوے قوانین ہیں کسی انسان

کے بنائے ہوئے نہیں ہیں

وکیل آریہ

حضرات! خدا خدا کر کے مولانا نے میری دلیل کو تسلیم تو کیا لیکن جب دیکھا کہ دلیل کا کوئی جز اپنے مقام سے نہیں ہٹا تو اسی دلیل کو اپنے دعوی پر چسپاں کر دیا اور فرمانے لگے کہ قانون قدرت سے تو قیامت و معاد ثابت ہوتی ہے اس سے تناسخ نہیں ثابت ہوتا بہر حال میری دلیل کو تسلیم تو کیا اگرچہ اپنے خیال میں معاد کو حق سمجھتے ہیں حالانکہ اگر غور فرمائیں تو معاد میں نہ معلوم کتنے مفاسد موجود ہیں کس قدر خرابیاں پائی جاتی ہیں چنانچہ ایک بڑا بھاری اعتراض پڑتا ہے کہ پرمیشور کی صفت رحم و فضل نیست و نابود ہو جاتی ہے بلکہ پرمیشور پر ظلم کا بدنما دھبہ لگتا ہے کیونکہ تمام عقلا کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ گنہگار کو سزا کے بعد پھر عمل کرنے کا موقع دیا جائے تاکہ وہ اچھے عمل کرے اور اس سزا پانے کا فائدہ اسے معلوم ہو اور اگر گنہگار کو موقع عمل کرنیکا نہ دیا جائے تو اسکی صفت رحم و فضل ظاہر نہیں ہو سکتی بلکہ ظلم لازم آئے گا حالانکہ پرمیشور

بڑا رحم کرنے والا ہے اور بڑا فضل کرنے والا ہے چنانچہ آپکے قرآن میں ہی اور سب سے پہلے آیت ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربانی اور رحم کرنے والا ہے یہ قرآن کی گواہی ہمارے مذہب کے مطابق ہے اور اسلام کے خلاف ہی کیونکہ تناسخ میں موقع دیا جاتا ہے کہ پہر عمل کرے اور قیامت ماننے میں پہر اُسکو عمل کرنے کا موقع ہی نہیں لہذا تناسخ حق ہے روز قیامت باطل ہے تناسخ ماننے سے نہ خدا ظالم ٹہرتا ہے اور نہ اُسکی صفت رحم وفضل پہ دہبہ آتا ہے اب تو مولانا قیامت کا اعتقاد چھوڑ دینگے اور تناسخ کا اعتقاد اپنے دل میں پختہ کرلیں گے تاکہ خدا ظالم نہو بلکہ اُسکا عدل وانصاف رحم وفضل ثابت ہوجائے اسکے بعد آپ ایک عجیب اعتراض کرتے ہیں میں نے جو کہا تھا کہ سورج چوبیس گھنٹہ میں پہر وہیں سے نکلتا ہے جہاں سے اُسنے طلوع کیا تھا اس پر آپ اعتراض کرتے ہیں کہ چوبیس گھنٹہ کے بعد نہیں بلکہ ایکسال کے بعد پہر اس مقام پر پہونچتا ہے جہاں سے چلا تھا اس اعتراض کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک شاگرد نے اپنے اُستاد حنفی المذہب سے کہا کہ مولانا صاحب ہمارے مذہب پر ایک شیعہ صاحب

نے اعتراض کیا ہے اور بخاری شریف کے صفحہ ہشتم پر یہ مضمون بتایا ہے آپ ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ صحیح بخاری میں یہ ہے کہ نہیں مدرس صاحب نے جواب دیا کہ یہ لوگ تو ہمیشہ ایسے ہی غلط حوالے دیا کرتے ہیں ہماری کتابوں میں یہ مضمون نہیں ہے میں ابھی بخاری شریف کو دیکھتا ہوں مدرس صاحب نے بخاری کو کھولا تو یہ مضمون صفحہ ۸ پر تو نہیں پایا مگر صفحہ ۹ پر مل گیا یہ دیکھکر نہایت خفا ہوئے اور غصہ میں فرمانے لگے کہ دیکھا میں کہتا نہ تھا کہ شیعہ لوگ غلط گو ہیں میں نے جو بخاری کو دیکھا تو یہ مضمون صفحہ ۸ پر تو نہیں ملا مگر صفحہ ۹ پر لکھا ہے شیعہ ہمیشہ غلط حوالے دیا کرتے ہیں اس طالب علم نے کہا کہ مولانا صاحب اگر صفحہ ۸ پر نہ سہی تو صفحہ ۹ پر مل گیا آپ تو کہتے تھے کہ ہماری کتابوں میں یہ مضمون کہیں نہیں ہے اگر میں بھی اپنے فاضل مخاطب سے یہی کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ مولانا چوبیس گھنٹہ میں تو مقام پر نہ سہی تو سال بھر کے بعد ہی سہی لیکن پلٹا تو اُسی مقام پر ہو جہاں سے چلا تھا

وکیل اسلام

حضرات ہمارے مخاطب نے ہماری تمام دلیلوں کو تسلیم کر لیا نہ تو

آیۂ کونوا قردۃ خاسئین پر کچھ اعتراض کیا اور نہ آیۂ کلما
نضجت جلودھم پر اور نہ حدیث رسول کی حقیت پر کوئی بحث
کی معلوم ہوا کہ ہمارے مخاطب نے ان سب کو تسلیم کر لیا اور تسلیم نہ کرتے
تو کیا کرتے اسکے بغیر کوئی چارہ ہی نہ تھا یہ قدرت کے بنائے ہوئے قاعدے
ہیں یہ خدائی قوانین ہیں کسی بشر کی کیا مجال کہ انکو رد کر سکے آپنے
ایک قانون قدرت تناسخ کے ثبوت میں پیش کیا تھا وہ بھی کچھ مفید
نہ ہوا وہ بھی حق کا طرفدار ہو گیا اور ہمارے مذہب کی حقیت کی دلیل
بنگیا اسکو بھی آپنے تسلیم کر لیا اور فرمایا کہ جو دلیل میں نے پیش کی
تھی وہ اپنے دعوی پر چسپاں کر دی اور اس سے قیامت کو ثابت کر دیا
حضرات! ہمارے مذہب کے حق ہونے پر کافی روشنی ڈال رہا ہے کہ ہمارا
مخالف جو دلیل اپنے دعوی پر بیان کرتا ہے وہ اسکے مخالف پڑتی
ہے اور ہمارے دعوی کی ہمدم بنجاتی ہے اور ہمارے مذہب کے ثابت
کرنے پر کمر بستہ ہو جاتی اسی کو حق سبحانہٗ تعالی ارشاد فرماتا ہے بل
نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ ہم باطل پر حق کی
چوٹ دیتے ہیں پس وہ باطل کو مٹا کر چھوڑتا ہے حسب قانون قدرت

سے ہم نے قیامت کو ثابت کر دیا تو ہمارے مخاطب نے اُس پر کوئی اعتراض نہیں کیا معلوم ہوا کہ یہ تسلیم ہے مگر قیامت پر اعتراض کرنے لگے کہ قیامت ماننے سے خدا میں رحم و فضل کی صفت نہیں رہتی یہ فرقہ اریہ کی کوتاہ نظری کی دلیل ہے اگر قرآن مجید کو دیکھا ہوتا تو یہ اعتراض نہ کرتے میں ایک آیت پیش کرتا ہوں جس سے واضح ہو جائیگا کہ خداوند عالم کس قدر رحم و فضل کرتا ہے ارشاد ہوتا ہے قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم اے میرے وہ بندوں جنھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے اپنے گناہوں کی وجہ سے ہلاکت میں ڈالدیا ہے دیکھو خدا کی رحمت سے نا اُمید نہ ہونا وہ تمھارے سب گناہ بخشدیگا وہ بڑا بخشنے والا ہے اور وہ اپنے بندوں پر رحم کرنے والا ہے ذرا اس آیت کو ملاحظہ فرمایئے کہ کس قدر خدا کا احسان و تفضل ہے کہ گنہگاروں کو نا اُمید ہونے سے منع فرماتا ہے اور اُنکے گناہوں کو بخشنے کا وعدہ فرماتا ہے اور اپنے رحم و فضل کو یاد دلاکر اُنکو اُمید وار بنایا ہے رہا آپ کا یہ اعتراض کہ سزا

کے بعد عمل کرنے کا موقع نہیں دیا جاتا اس اعتراض کا آپ کو حق
نہیں ہو کیونکہ آپ کے ایجاد کردہ تناسخ پر بھی بعینہ یہ اعتراض وارد
ہوتا ہے چنانچہ آپکے ایک بہت بڑے عالم پنڈت لیکھرام صاحب نے
ستیارتھ پرکاش میں اور ثبوت تناسخ میں لکھا ہے کہ جسم دو قسم کے ہوتے
ہیں ایک کرم جونی یعنی انسانی جسم دوسرے بھوگ جونی یعنی حیوانی
جسم انسانی جسم میں یعنی کرم جونی میں اعمال و افعال بجا لانیکی قوت ہوتی ہے
اور بھوگ جونی یعنی حیوانی جسم میں اعمال کرنے کی قوت نہیں ہوتی اور
اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ انسان کے تناسخ کے دو طریقہ ہیں ایک
تو یہ کہ انسان کی روح جزا یا سزا پانے کے لیئے دوسرے جسم میں داخل
ہوجائے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان کی روح جزا یا سزا پانے
کے لیئے جسم حیوانی میں داخل ہوجائے اور سوامی جی مہاراج اور منوجی
مہاراج تین طریقوں کے قائل ہیں دو طریقہ تو وہی جو گذرے اور تیسرا
طریقہ یہ کہ انسان کی روح کسی نباتی جسم میں یعنی درخت و شجر کے جسم
میں داخل کردی جائے اب آپ فرمائیے کہ جب انسان کی روح
حیوان کے جسم میں یا درخت کے جسم میں ڈالدی جائیگی تو اسکو عمل کرنے کا

کیا موقع ملے گا اسلئے کہ نہ تو حیوان کچھ عمل کر سکتے ہیں جیسا کہ پنڈت
لیکھرام صاحب نے کہا ہے اور نہ درخت کچھ عمل کر سکتے ہیں اگر ہزار
برس تک بھی انسان کی روح درخت میں رہے تب بھی کبھی عمل
نہیں کر سکتی اگر کسی انسان کی روح درخت میں ڈالدی گئی تو وہ کبھی
انسان کے جسم میں تو آ نہیں سکتی کیونکہ روح جب کسی جسم سے نکالی جاتی
ہے تو جزا یا سزا ہی کے لیئے نکالی جاتی ہے جیسا کہ آپکے یہاں تمام آریہ
صاحبان کا اعتقاد ہے تو درخت میں انسان کی روح رہکر کچھ کام نہیں
کر سکتی اور جب کچھ اعمال نہیں کیئے تو جزا یا سزا کس بات کی اور جب
جزا یا سزا نہیں تو پھر روح کیوں نکالی جائے کیونکہ روح تو جزا یا سزا
ہی کے لیئے ایک جسم سے دوسرے جسم میں ڈالی جاتی ہے اسی طرح جب
انسان کی روح کسی حیوانی جسم میں ڈالی جائیگی تو کبھی اُس سے نہیں
نکالی جا سکتی ہمیشہ ہمیشہ اُسی میں رہے گی کیونکہ حیوانی جسم میں کچھ عمل تو
کر نہیں سکتی لہذا جزا یا سزا کس چیز کی ہو گی جو اُس جسم سے نکالی جائے
معلوم ہوا کہ جب انسان کی روح کسی درخت یا حیوانی جسم میں داخل
کر دی جاتی ہے تو پھر نکالی نہیں جاتی اب بتائیے کہ جزا یا سزا کے بعد

عمل کرنے کا کہاں موقع دیا گیا اور اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے
کہ سزا کے بعد مجرم کو انسانی جنم میں دوبارہ عمل کرنے کا موقع دیا جاتا ہے
تب بھی آپ کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ دوبارہ انسانی جنم میں
نیک اعمال کرنے کی جانب توجہ اور التفات اسی صورت میں ہو سکتی ہے
کہ جب گذشتہ بداعمالی پر اپنے سزایاب ہونیکا احساس ہو اور یہ سراسر
مشاہدہ کے خلاف ہے، جو اعتراض آپ ہم پر کرتے تھے وہ خود آپ ہی کی
طرف پلٹ گیا انسان کو اعتراض ذرا سوچ سمجھ کر کرنا چاہیئے پہلے
اپنے گریبان میں منہ ڈالے اسکے بعد دوسری طرف نظر اٹھائے اس
اعتراض کا جواب اگر تمام قائلین تناسخ ملکر چاہیں تو دے نہیں سکتے
یہ ایک ایسا اعتراض ہے جو اپنے مقام سے ہٹ نہیں سکتا یہی اعتراض
ابتدا میں بھی وارد ہوتا ہے کیونکہ جسوقت ابتدائی خلقت ہوئی اُسوقت
انسان انسان کیوں بنایا گیا، یہ روح اُسکے جسم میں کس عمل کی جزا میں
ڈالی گئی کیونکہ جزا سزا سے فعل مقدم ہوتا ہے بغیر فعل کے جزا و سزا کے کوئی
معنی نہیں ہیں تو پھر ابتدا میں کیوں انسان انسان پیدا ہوا حیوانات
کیوں پیدا ہوئے نباتات کیوں پیدا ہوئے لہذا سلسلۂ اوّل ہی سے یہ

مسئلہ تناسخ باطل ہے رہا یہ اعتراض اُسکا جواب بالکل صاف ہے جنم بدلنے کی ضرورت نہیں ہے انسان کی زندگی اُسکے عمل کرنے کے لیے بہت کافی ہے اگر غور کرے اپنی عمر میں وہ بہت کچھ ترقیاں حاصل کر سکتا ہے درصورتیکہ اُسکے سمجھانے والے تعلیم یافتہ درگاہ الٰہی ایک دو نہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار بھیجے گئے اُسکی زندگی کا دستور العمل لیکر آئے فقط ایک دستور العمل ایک بھیس میں نہیں چار طریقوں میں پہونچایا گیا اُسمیں مصلحت سے کام لیا گیا جیسا زمانہ دیکھا جیسی طبیعتیں دیکھیں ویسا ہی دستور العمل بھیجدیا زبور، توریت، انجیل، قرآن، یہ چار آسمانی کتابیں سبق آموزی کے لیئے بہت کافی ہیں اگر یہ غور کرتا اُسکو ہر طریقہ سے سمجھایا گیا کبھی صاعقۂ عاد و ثمود کا منظر پیش کر کے ڈرایا کبھی طوفان نوح کی ہیبتناک تصویر پیش کر کے خوف دلایا ہے کبھی من و سلویٰ نازل فرما کر رغبت دلائی نہایت شیریں اور شفاف نہریں جاری کر کے اپنی طرف متوجہ کیا اُسکی اصلاح کی بے انتہا کوشش کی اگر سرکشی کی اور مرتکب گناہ ہوا تو قدرت نے پردہ پوشی کی اور خطائیں معاف فرمانے کا وعدہ کیا ناامیدی سے روک کر امید دلائی اگر کوئی پسندیدہ کام کیا تو اپنے تفضلات

داکرام کے دامن میں تحت و فوق سے ڈھانک لیا گیا کچھ نہ کیا ہنیبار بھی بھیجے کتابیں بھی اتاریں طمع بھی دلائی خوف بھی دلایا گیا یہ تمام چیزیں اُسکے سمجھنے کے لئے کافی نہیں کیا یہ چیزیں اُسکے گناہوں سے بچنے کے لئے کم ہیں کیا ان طریقوں سے بہتر سمجھانے کا کوئی اور طریقہ ہو سکتا ہے اگر ان سہولتوں پر بھی نہ سمجھا تو کبھی نہ سمجھے گا ایک دو جنم نہیں ایک لاکھ جنم بھی بدلے تب بھی نہیں سمجھ سکتا کیونکہ ان سے بہتر آسانیاں ہو نہیں سکتیں جس قدر سمجھانے کے طریقہ اُس خدائے عالم وخبیر کے نزدیک قرین مصلحت تھے سب مہیّا کر دیے کیا اُس حکیم و دانا ذات کے مقابلہ میں کوئی بشر اُسکے بنائے ہوئے طریقوں سے بہتر طریقہ نکال سکتا ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ اس سے بہترین کوئی تدبیر ہو نہیں سکتی اگر اب بھی کوئی غور نہ کرے تو کور باطنی کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے لہذا ہمارا مطلب صاف ہو گیا شاہ راہ حق دور سے نظر آنے لگی اعتراضات کے تمام پردے چاک ہو گئے چہرۂ مبارک حقیت اسلام بے نقاب ہو گیا اب تو اس تناسخ کی تاریکیوں میں ٹھوکریں نہ کھائے مشعل عقل سے دیکھئے اسلام اپنے ہاتھوں کو پھیلائے ہوئے

آغوش میں لینے کے لیے تیار ہے مجبور نہیں کرتا، لا اکراہ فی الدین

قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت ویومن

باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لھا واللہ سمیع

علیمہ

انجمن مؤید العلوم دارالتالیف مدرسۃ الواعظین کی قابل قدر اشاعت

الموحد	۳/	فلسفۂ مذہب	۱/
فطرت و مذہب	۲/	ید بیضا	۳/
خطاب فاصل	۳/	الاعجاز	۱/
مسالک الحکماء	۴/	المعراج	۱/
تصدیق رسالت	۲/	خدا کی ہستی	۲/
انسانی قربانی	۲/	سیاست علویہ	۱۲/
نقد قدامت وید	۱/	تحقیق البدا	۳/
اسلام مغرب کی نظر میں	۱/	شریعۃ الاسلام	۶/
تعلیم اور قرآن	۱/	نصر المومنین	۸/
النبی	۱/	اعجاز القرآن	۹/
رد تناسخ	۱/	التقیہ فی الاسلام	۲/
خصوصیات اسلام	۱/	تحقیق متعہ	۲/